عورت سرتاپا ستر ہے۔ پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے

﴿ ترجمہ حدیث ﴾

اقوال الفقہاء

فی تبلیغ النساء

﴿ یعنی عورتوں کا مروّجہ تبلیغ میں جانے کے متعلق علماء اور فقہاء کے اقوال ﴾

تالیف: حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب مدظلہ

﴿ بلوچستان، پاکستان ﴾

ناشر: **ابراہیم یوسف باوا** رنگونی ثم تبلیغی

بانی ومدیر: ماہنامے **الاسلام**، **التبلیغ**، **دعوت وتبلیغ**، برطانیہ

مسجد وخانقاہ امدادیہ، Old Trafford,Manchester, England

[Tel/Fax:0161 232 9851 :Email:idaruk@ hotmail.com]

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم .... برادران اسلام! دین و دنیا کی فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی عادات و سنن پر موقوف ہے۔ جو صرف نماز، روزہ اور دیگر عبادات تک محدود نہیں۔ موجودہ دور میں ...جبکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز و طریقہ سے مغایرت بڑھتی جارہی ہے .... اور مسلمانوں نے مستورات میں دین کی اشاعت کیلئے نئے نئے طریقے ایجاد کیئے ہیں۔ بعض ان طرق میں سے قباحت شرعی سے خالی نہیں (خصوصاً مروجہ تبلیغ میں مستورات کا نکلنا اور نکالنا)

اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار اسلام کی اشاعت کے صحیح طریقہ کی دعوت دی جائے۔ تاکہ مستورات میں دینی جزبہ پیدا کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس کے طریقہ کو اپنایا جائے، جو ہر طرح کی قباحتوں سے مبرا ہے۔ نہ کہ ان کو گھروں سے نکال کر دنیا میں پھرایا جائے۔

اللہ تعالیٰ جزاء خیر دیں مولانا عطاء اللہ صاحب کو کہ اس سلسلہ میں قلم اٹھایا اور ایک مختصر کتاب مرتب کیا۔ اور اللہ تعالیٰ مجھکو اسکی اشاعت کی سعادت عطا فرمائی ... جو ہدیہ ناظرین ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احقر کو کوتاہیوں سے دور فرمائے۔ اور اس کار خیر کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور صحیح نہج پر اسلام کی اشاعت کا سچا جزبہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے (آمین ثم آمین)

فقط ! (ابراھیم یوسف باوا، برطانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی اعلم معا لم العلم و اعلامه و اظهر شعائر الشرع و احکامه و بعث رسلاً و انبیاء من الر جال صلوات اللہ علیهم اجمعین الی سبیل الحق هادین و للامر بالمعروف و النهی عن المنکر و اخلفهم علماء الی سنن سننهم داعین .و الصلواة و السلام علی رسو له الکریم و علی آله و صحبه اجمعین ..اما بعد

جاننا چاہیئے کہ۔ عورتوں کا تبلیغ کیلئے گھروں سے نکل کر قریہ قریہ کرنا، کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں اور چلوں کیلئے دور دراز مقامات میں جانا ناجائز اور حرام ہے ۔اس لیئے کہ قرآن وصریح نصوص کے بالکل مخالف ہے۔

قرآن پاک میں عورتوں کے لئے اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے،

(۱) ﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبر جل جا حلیة الاولی ﴾ ۔

(ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا جاہلیت کے وقت میں

امام حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص رحمتہ اللہ تعالی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

..وفیه الدلالة علی ان النسا ء ما مو را ت بلزوم البیت منهیا ت عن الخروج ص۳۰

(ترجمہ) اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں گی اور یہ کہ ان کے لیئے (بغیر شدید ضرورت سے) نکلنا ممنوع ہے،

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے، وقرن فی بیوتکن ای الزمن بیوتکن فلاتخرجن بغیر حا جة

(ترجمہ) گھروں میں قرار سے رہنا اپنے اوپر لازم کر کے بغیر شدید ضرورت کے گھروں سے نہ نکلو،،

اور اسی طرح تفسیر ابن عباسؓ میں ہے ﴿وقر ن فی بیو تکن ﴾ استقرر ن فی بیوتکن و لا

تخرجن من البیوت ولیکن علیکن الوقار،

(ترجمہ) قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور مت نکلو گھروں سے اور وقار کے ساتھ رہو،،

﴿وقرن فی بیوتکن﴾ میں اگرچہ خطاب ازواج مطہراتؓ کو ہے مگر حکم عام ہے، قرینہ اس میں یہ ہے کہ قرن فی بیوتکن کی تاکید کے لیئے اس کے مقابل یعنی تبرج جاہلیت سے روکا گیا ہے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے اظہار جاہلیت یعنی رسوم کفر وشرک کی اجازت کسی بھی مسلمہ عورت کو نہیں، جب لا تبرجن کا عموم مسلم ہے تو اسکے مقابل قرن فی بیوتکن کا عموم تسلیم کرنا پڑے گا،،

معارف القرآن میں مولانا محمد شفیع صاحب وقرن فی بیوتکن پر لکھتے ہے، اصل مطلوب عند اللہ عورتوں کے لیئے یہ ہے کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں، ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لیئے ہوئی ہے ان میں مشغول رہیں.... اور دوسرے جگہ لکھتے ہیں پردہ نسواں کے متعلق قرآن مجید کی سات اور حدیث کی ستر روایات کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مطلوب شرعی حجاب اشخاص ہے، یعنی عورتوں کا وجود اور انکی نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے مستور ہو، جو گھروں کی چاردیواری اور خیموں اور معلق پردوں کے زریعہ ہوسکتا ہے۔ اسکے سوا جتنی صورتیں حجاب کی منقول ہے وہ سب ضرورت کی بناء پر اور وقت ضرورت اور قدر ضرورت کے ساتھ مشروط ہیں،

تفسیر عثمانی میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب، وقرن فی بیوتکن کے تحت لکھتے ہے، کسی شرعی یا طبی ضرورت کی بنا پر بدون زیب وزینت کے متبزل اور نا قابل اعتنا لباس میں مستتر ہو کر احیانا باہر نکلا، بشرطیکہ ماحول کے اعتبار سے فتنہ کا مظنہ نہ ہو، بلاشبہ اس کے اجازت نصوص سے نکلتی ہے اور ازواج مطہراتؓ کے حق میں بھی اسکی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن شارع کے ارشادات سے یہ بداہتہً ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقع نہ دے،

(۲)....قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لام سلمة و میمونةؓ) احتجبا منه ای من ابن ام مکتوم فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیس هو اعمیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعمیا و ان انتما الستما تبصرا نه (رواه احمد والترمزی وابو داؤد)

(ترجمہ) ..رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ و میمونہؓ سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو یعنی عبداللہ بن ام مکتوم نابینا سے، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ نابینا نہیں ہے؟ ہم کو نہیں دیکھ سکتے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی اندی ہو کیا تم اسکو نہیں دیکھتیں؟

برقع وغیرہ میں لپٹ کر باہر نکلنے میں عورت مردوں کو دیکھتی ہے، لھذا بلا ضرورت شدیدہ نا جائز ہے،، حدیث میں ازواج مطہراتؓ کو ایک نابینا صحابی کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا گیا ہے حالانکہ ازواج مطہراتؓ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی فضیلت ملائکہ کے لیئے بھی قابل رشک ہے ،ان ارواح قدسیہ کی پاکبازی پر قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ تو فسق و فجور کے اس دور میں برقعہ وغیرہ میں لپٹ کر باہر نکلنا بلا ضرورت شدیدہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

(۳)...عن ابن مسعود رضی اللہ تعا لیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأة عورت فا ذا خرجت استشرفها الشیطان (رواه الترمزی)

(ترجمہ)...ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسکو تا کتا ہے (اور اسکے پیچھے لگتا ہے)۔ یہ حدیث نہایت بلاغت اور وضاحت کے ساتھ عورت کو پوشیدہ رہنے کی تاکید اور باہر نکلنے کو شیطانی فتنہ کا سبب ہونا بیان کر رہی ہے،

(۴)...عن علی رضی اللہ تعا لیٰ عنه انه کا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ای شئی خیر للمرأة فسکتو ا فلما رجعت قلت لفا طمه رضی اللہ تعالیٰ عنها ای شئی

خیر اللنساء قالت لا یرین الرجال ولا یرونهن فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال فاطمة بضعة منی ، (رواہ البزاز و الدارقطنی فی الافراد)

(ترجمہ) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ حضورؐ نے سب سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ عورت کے لیئے کون سی بات سب سے بہتر ہے، اس پر صحابہ کرامؓ خاموش ہو گئے اور کسی نے جواب نہ دیا، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ عورت کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مردان کو دیکھیں، میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا کی فاطمہ میری لخت جگر ہے، (اسی لئے وہ خوب سمجھیں)

(۵)....عن انس رضی اللہ تعالیٰ فی قصة تزوج زینب رضی اللہ تعالیٰ عنها من الحدیث الطویل قال فرجعت فاذاهم قدقاموا فضرب بینی وبینه الستر وانزل آیت الھجاب (راوہ المسلم)

واعلم،، اگر برقع وغیرہ میں بلا انتہائی ضرورت کے سامنے ہونا جائز ہوتا تو ضرب ستر کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ حضرت انسؓ کو حضور ﷺ گھر لے جاتے اور ازواج مطہراتؓ کو کپڑے سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم فرماتے ، ففهم۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے نقاب کے ساتھ بھی غیر محرم کے سامنے آنا جائز نہیں، ورنہ درمیان میں پردہ لٹکانے کی ضرورت نہ تھی،

(۶)....عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها فی حدیث الافک ؛ واقبل الرهط الذین کانوا یرحلون بی فاحتملوا هودجی فرحلوه علیٰ بعیری الذی کنت ارکب علیه وهم یحسبون انی فیه و کان النساء اذذاک خفافا یهبلن ولم یغشهن اللحم انما یأ

کلن العلقة من الطعام فلم یستنکر القوم خفة الھودج حین رفعوہ وحملوہ الخ

واقع افک میں حضرت عائشہؓ کے ہودج سے معلوم ہوتا ہے کہ حتی الامکان حجاب اشخاص ضروری ہے، بلا ضرورت برقع وغیرہ میں لپٹ کر ظاہر ہونا بھی جائز نہیں، اگر برقع میں لپٹ کر ظاہر ہونا معیوب نہیں تو حضرت عائشہؓ کے لئے ضرورت سفر کے باجود ہودج پر حجاب کیو بنایا گیا؟ حالانکہ ہودج پر بلا حجاب صرف برقع وغیرہ میں لپٹ کر بیٹھنا بھی ممکن تھا،

(۷)....عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ المرأة تقبل فی صورت شیطان وتدبر فی صورت شیطان (رواہ مسلم)

(ترجمہ) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

(۸)....قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلواة المرأة فی بیتھا افضل من صلواتھا فی حجرتھا وصلواتھا فی مخدعھا افضل من صلواتھا فی بیتھا (رواہ الطبرانی)

(ترجمہ) عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے چاردیواری میں ادا کرے اور اس کا اپنے مکان کے کمرہ میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (تفصیل آگے ملاحظہ ہو)

(۹)....قالت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت النساء لمنعھن کما منعت نساء بنی اسرائیل، (رواہ مسلم)

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ اگر جناب رسول ﷺ عورتوں میں یہ انقلاب دیکھتا جو آج رونما ہوا ہے تو جناب نبی کریم ﷺ بھی عورتوں کو خروج سے منع فرماتے جیسا کہ بنی اسرائیل کے عورتیں منع کی گی۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ یہ بات اپنے زمانہ کی عورتوں کے بارے میں فرما رہی ہے۔ تو پھر آج کی عورتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہیں؟

(۱۰)۔۔۔عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ان المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان وقرب ما تکون بروحة ربها وهی فی قعر بیتها (تفسیر ابن کثیر ج۳، ص ۳۸۲)

(ترجمہ) حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں عورت سرتاپا پردہ کی چیز ہے یہ جب گھر سے باہر قدم نکالتی ہے تو شیطان جھانکنے لگتا ہے، یہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کے قریب اس وقت ہوتی ہے جبکہ یہ گھر کی اندرونی حجرے میں ہو۔

(۱۱)۔۔۔ عن ابن جریج وعمر بن دینار أن حسن ابن محمد اخبره أن فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیه وسلم دفنت با للیل قال فربها (قربها) علی مَن ابی بکر ان یصلی علیها کان بینهما شئی ،وفی روایت آخر عن عینة عن عمرو بن دینار عن حسن ابن محمد **مثله** الاّ أنه قال اوصته بذالک (رواه مصنف عبد الرزاق)

تمام فرضی خیالات سے دور ہو کر صرف چند لمحہ کے لیئے اس حدیث پر غور و فکر کرو حقیقت خود واضح ہو جائے گا۔

(۱۲)۔۔۔اخرج البزاز عن انس قال ؛جئن النساء الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقلن یا رسول اللہ ذهب الرجال با فضل الجهاد فی سبیل اللہ تعالیٰ فهل لنا عمل ندرک به فضل المجاهدین فی سبیل اللہ تعالیٰ فقال علیه الصواة والسلام ؛من قعد منکن فی بیتها فانها تدرک عمل المجاهدین فی سبیل اللہ تعالیٰ۔

(ترجمہ)....عورتوں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ جہاد کی کل فضیلتیں مرد ہی لے گئے (آپؐ ہمیں کوئی ایسا عمل بتادئیں جس سے ہم مجاہدین کے عمل کو پاسکیں) آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جو اپنے گھر میں پردہ اور عصمت کے ساتھ بیٹھی رہے وہ جہاد کی فضیلت پائے گی۔

(۱۳)....اخرج عبد بن حمید ،وابن منذرعن محمدبن سیرین قال ثبت أنه قیل لسودہ رضی اللہ تعالیٰ عنها زوجة النبی صلی اللہ علیه وسلم ما لک لا تحجین ولا تعتمرین کما یفعل أخواتک ؟ فقالت قد حججت واعتمرت وأمرنی اللہ تعالیٰ أن أقر فی بیتی فو اللہ لا اخرج من بیتی حتی أموت قال فواللہ ما خرجت من باب حجرتها حتیٰ أخرجت جنازتها ،(روح المعانی)

(ترجمہٗ) حضرت سودہؓ سے فرمائی گئی کہ آپ کیوں حج اور عمرہ نہیں کرتی جیسا کہ آپکی دوسرے بہنیں کرتی ہیں؟ فرمایا میں حج اور عمرہ کی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں ٹک کے رہوں اپنے گھر میں، خدا کی قسم ہرگز نہیں نکلوں گی اپنی گھر سے حتیٰ کہ مرجاؤ، راوی فرماتا ہے کہ خدا کی قسم اپنی حجرہ کی دروازہ سے باہر نہ نکلی حتیٰ کہ اسکی جنازہ نکالی گئی۔

مزکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ سے خوب وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ بلا ضرورت شدید عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا چاہے برقع وغیرہ میں ہو جائز نہیں ہے ۔فقط۔

غور وفکر کی بات ہے کہ اگر ضرورت شدیدہ کی بنا پر عورت کا گھر سے باہر نکلنا جائز ہو تو کہاں تک ہوگا؟..اور اس بات کو ہر ذی شعور انسان سمجھتا ہے کہ جس قدر قریب سے اسکی حاجت اور ضرورت پوری ہو اس حد سے آگے اس کو جائز نہیں۔

عورت کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مسئلہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے، جیسے روح المعانی میں ہے،

ان العلماء اتفقوا علیٰ ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر من فروض الکفا یات ،الخ .

(ترجمہ) بیشک تمام علماء اس بات پر اتفاق کیا ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایات میں سے ہے...... اوراسی طرح امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں،

ثم ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر فرض کفایۃ اذا قام بہ بعض الناس سقط الحرج عن الباقین واذا ترکہ الجمیع اثم کل من تمکن بلا عذر ولا خوف ج ا،ص ۵۱

(ترجمہ) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے، جب بعض مکلفین اس کو بجالاتے ہوتو سب کا ذمہ فارغ ہوگا، اور جب تمام مکلفین اسکو چھوڑ بیٹھیں تو وہ شخص گنہگار ومحروم ہوگا جس نے قدرت کے باوجود بغیر کسی عذر وخوف کے اس فریضہ کو ترک کردیا ہو،

چونکہ مرد حضرات میں سے ایک کثیر تعداد یہ کام انجام دے ہیں ا لئے یہ ذمہ داری عورت پر باقی نہیں رہتی

شرعیت اسلامیہ نے مرد، عورت ہر دو کے لیئے الگ الگ دائرہ کار مقرر فرمایا۔ ہے چونکہ مرد عورت ہر دو کو ایک درجے میں نہیں رکھا، نہ خلقت وقوت جسمانی کے اعتبار سے، نہ علم وفہم کی پختگی کے لحاظ سے، نہ کمال عقل اور حسن تدبیر میں اور نہ بلندی استعداد اور صلاحیت وقابلیت میں۔ سو حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے عورت ذات کی ان تمام تر فطری کمزوری کا پاس ولحاظ فرماتے ہوئے اسے فقط اندرون خانہ کے کام اور معاملات کا ذمہ دار بنایا ہے۔ اور بیرون خانہ کی تمام تر ذمہ داریوں سے سبکدوش فرمایا ہے، اور اسے تمام احکامات شرعیہ جن کی ادائیگی میں اعلیٰ حوصلگی، تحمل وبرداشت قوت وجرأت اور مردانگی درکار ہوتی ہے جیسے نبی ہونا، خلیفہ ہونا، امیر اور امام ہونا، قاضی اور جج بننا، تعلیم وتبلیغ اور احکام ومسائل

کے لئے وعظ و بیان کرنا، جہاد و قتال، لشکر کی قیادت و سپہ سالاری، حدود و قصاص کا جاری کرنا، ان میں شاہد اور گواہ بننا۔

اور ایسے ہی شب و روز کے وہ دینی اعمال و احکام، جن کی بجا آوری کے لیئے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنا پڑتا ہے جیسے آذان، اقامت، خطابت، پنجوں وقتہ نماز با جماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جنازہ، نماز تراویح با جماعت، وغیرہ ان سب فرائض و واجبات شرعیہ کا مکلّف صرف مردوں کو ٹھہرایا، نہ کہ عورتوں کو، تا کہ عورت ذات چشم غیر سے زیادہ سے زیادہ پوشیدہ اور پنہاں رہے، اس لیئے کہ خواتین کا مسئلہ بہت نازک ہے ذرا سی بے احتیاطی سے خطرناک صورت حال پیدا ہوتا ہے، اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ خواتین کے خصوصی مسائل کے متعلق مشہور و معرکتہ الآء تصنیف بہشتی زیور میں تحریر فرماتے ہے: عورت کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں جانا آنا بوجہ بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں، بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی جایا کریں اسی طرح ماں باپ کے سوا اور محرم رشتہ داروں کو دیکھنے جانا بھی درست ہے مگر سال بھر میں فقط ایک آدہ دفعہ، بس اسکے سوا اور کہی بے احتیاتی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں، نہ رشتہ داروں کی یہاں نہ کسی اور کے یہاں، نہ بیاہ شادی میں نہ غمی میں، نہ بیمار پرسی میں، نہ مبارک باد کو نہ بری رات کے موقع پر بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب کی وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے رشتہ دار کے گھر جانا بھی درست نہیں۔ اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ گنہگار ہوئی۔ افسوس کہ اس حکم پر ہندستان بھر میں کہیں عمل نہیں، بلکہ اسکو تو نا جائز ہی نہیں سمجھتے بلکہ جائز خیال کر رکھا ہے، حالانکہ اسی کی بدولت یہ ساری خرابیاں ہیں۔

ام المفاسد (یہ عورتوں کا جمع ہونا ہے)

اسی طرح حضرت تھانوی رحمت اللہ علیہ اشرف المعمولات اور اصلاح الرسوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

مستورات (عورتوں) کے جمع ہونے میں بہت سی خرابیاں اور گناہ ہیں جو عقل مند دین دار کو مشاہدہ اور غور کرنے سے بے تکلّف معلوم ہو سکتی ہیں اس لیئے میری رائے یہ ہے کہ ام المفاسد (تمام برائیوں کی جڑ) یہ عورتوں کا (آپس میں) جمع ہونا ہے۔ اس کا انسداد (بندوبست) سب سے زیادہ ضروری ہے (اشرف المعمولات)

میں رائے دیتا ہوں کہ عورتوں کو اس آپس میں ملنے نہ دیا کرو، میری رائے بلاشک وشبہ قطعی طور سے یہ ہے کہ ان عورتوں کو ایک جگہ جمع نہ ہونے دیں، اگر شارع نے بھی ضروری قرار دیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ مگر اس میں بھی خاوندوں کو چاہیئے کہ عورتوں کو مجبور کریں کہ کپڑے بدل کر مت جاؤ، جس طرح اور جس حالت میں باورچی خانہ میں بیٹھی ہو چلی جاؤ (اصلاح الرسوم)

﴿المحصنات الغافلات﴾

المحصنات الغافلات المومنات،

دو صفت میں تو اسم فاعل کا صیغہ لائے ہیں۔ یعنی الغافلات المومنات۔ مگر المحصنات اسم مفعول کا صیغہ لایا گیا ہے اور اس طرح لانے سے ہمیں ایک سبق دیا گیا ہے، جس کی ضرورت چودہویں صدی میں آ کر (زیادہ) واقع ہوئی وہ یہ کہ اس میں مردوں کو پردہ کی تاکید کی گئی ہے کیوں کہ المحصنات کے معنی پارسا رکھی ہوئی عورتیں۔ یعنی مردان کو پارسا رکھیں، یعنی پارسا رکھنا ان کے ذمہ واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ اکیلی عورت کافی نہیں جب تک مرد اس کو محفوظ رکھے، اسم فاعل کے صیغہ سے یہ بات حاصل نہ ہوتی اس لیئے اسم مفعول کا صیغہ لائے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کاملہ عورتوں کی وصفیں بیان فرما کر انکی تعریف فرمایا ہے ،المحصنات الغافلات المؤمنات، یعنی پاک دامن ہیں اور بھولی ہیں، چالاک نہیں۔ اس میں غافلات

بھولی بھالی کالفظ کیسا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نقشہ کھینچ دیا۔ اور یہ صفت عورتوں کے اندر اس درجہ کے پردہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کو چار دیواری کے سوا دنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

جن عورتیں مختلف قسم کی بہانہ بنا کر قریہ قریہ، گلی گلی کرتے ہیں اور سیر وتفریح کرتے ہیں، یہ صفت ہر گز انکے لیئے نہیں ہوسکتا ہے، چاہے ہزار ہا دعویٰ کریں۔

(المال والبنون زينةالحيواةالدنيا)

(ترجمہ) مال اور بیٹے دنیا کی زینت اور آرائش ہیں،

حق تعالیٰ نے یہاں البنون فرمایا البنات نہیں فرمایا، یعنی بیٹوں کو دنیاوی زندگی کی زینت بتلایا ہے، بنات لڑکیوں کو بیان نہیں فرمایا، حق تعالیٰ نے بتلادیا ہے کہ لڑکیاں دنیا کی بھی زینت نہیں بلکہ صرف گھر کی زینت ہیں، اگر وہ بھی دنیا کی زینت ہوتیں تو حق تعالیٰ ان کو یہاں زکر فرماتے، پس صرف لڑکوں کو دنیا کی زینت فرمانا اور لڑکیوں کو زکر نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ لڑکیاں دنیا کی بھی زینت نہیں، کیونکہ عرفاً دنیا کی زینت وہ سمجھی جاتی ہے جو منظر عام پر زینت بخش ہو، جو چیز منظر عام پر لانے کی نہیں ہوتی ہو وہ دنیا کی زینت نہیں ہوتی بلکہ زینت کے لیئے تو ظہور ضروری ہے۔

اس لیئے بنوں (لڑکوں) کو فرمایا کہ یہ دنیا کی زینت ہیں لڑکیاں ایسی زینت نہیں کہ تم ان کو ساتھ لیکے پھرو (قریہ قریہ کرو) اور سب دیکھیں کہ اتنی لڑکیاں (عورتیں) ہیں اور ایسی آراستہ پیراستہ ہیں، بلکہ وہ تو محض گھر کی زینت ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ لڑکیوں عورتوں کا تبلیغ کی بہانہ لیکر قریہ قریہ اور در بدر کرنا جائز نہیں۔

عورتوں کی تعلیم دین کا مسئلہ

جہاں تک عورتوں کی تعلیم دین کا مسئلہ ہے، اس سلسلہ میں بھی، یعنی دینی تعلیم اور مسائل شرعیہ خواتین کو اللہ تعالیٰ گھر میں رہ کر حاصل کرنے کا حکم دیا ہے، کما قال

واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیا ت اللہ والحکمۃ (آیت) یعنی قرآن وحدیث کا دینی علم بھی گھر میں رہ کر حاصل کرو، ۔ گھر میں تعلیم حاصل کرنے کا مختلف طریقہ ہے،

(۱)..... یہ کہ اگر شوہر اہل علم ہو یا مسائل ضروریہ سے واقف ہو تو وہ اپنی بیوی کو دینی تعلیم دیں۔

(۲)..... یہ کہ اگر شوہر اہل علم نہ ہو اور ضروری مسائل سے بھی واقفیت نہ رکھتا ہو، اور مسائل ضروریہ کی سیکھنے کے لیئے بھی تیار نہ ہو تو عورت اپنی کامل محرم سے خود یا بواسطہ عورت کے مسائل دینیہ اور تعلیم دین حاصل کریں،

(۳)..... یہ کہ اگر ایسا کوئی محرم بھی نہ ہو جس سے مسائل ضروریہ کی تعلیم حاصل کی جا سکے تو بحالت اضطراری محلہ ہی میں جس قدر زیادہ نزدیک کوئی کاملہ، عالمہ عورت ہو تو اس سے مسائل شرعیہ کی معلومات حاصل کریں۔

(۴)..... یہ کہ اگر ایسا کوئی کاملہ اور عالمہ عورت محلّہ میں نہ ملے تو گھر والوں کی اجازت سے محلّہ ہی میں جس قدر نزدیک متقی عالم مرد ہو پردہ شرعیہ کا پورا پورا اھتمام کرکے اس سے مسائل ضروریہ کی معلومات حاصل کرلیں۔

(۵)..... یہ کہ جو عورتیں پڑھنا جانتی ہو وہ بزرگوں کی کتابیں اور ان کی ملفوظات ومواعظ کا مطالع کریں ، ایسے کتابوں کی فرمائش خاوند سے کریں۔ اگر عورت اپنے ضرورت وفرمائش کی ہر چیز گھر بیھٹے منگوا سکتی ہیں تو دینی مسائل وفضائل وغیرہ کی کتابیں گھر بیھٹے کیوں نہیں منگوا سکتی ؟۔ تاکہ ان کے مطابق اپنے اعمال اور کردار کو سنوار سکے۔

فرض عین کے لیئے عورت کا گھر سے باہر نکلنا ناجائز اور حرام ہے تو فرض کفایہ کی صورت میں بطریقہ اولیٰ

جائز نہ ہوگا، خصوصاً مروجہ تبلیغ تو فرض کفایہ بھی نہیں ہے۔

عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے اس لیئے حضرات فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے اس پر سخت پابندی لگائی ہے، اور دینی کاموں کے لیئے بھی عورتوں کے نکلنے کو بالاتفاق حرام قرار دیا ہے۔

اس پر چند فقہی عبارات ملاحظہ ہو تا کہ حقیقت معلوم ہو جائے

☆ فتاوی ھندیہ میں ہے۔

وکر ہ لھن حضور الجماعۃ الا للعجوز فی الفجر والمغرب والعشاء والفتویٰ الیوم علیٰ الکراھۃفی کل الصلوات لظھور الفساد کزا فی الکافی وھو المختار، کزا فی التبیین .ص ۸۹ ج ۱

☆ شرح التنویر میں ہے۔

ویکرہ حضور ھن الجماعۃ ولو لجمعۃوعید ووعظ مطلقاًولو عجوز اًلیلاعلیٰ المذھب بہ لفساد الزمان .ص ۴۱۹ ج ۱ ...وفی رد المتار (قولہ ولو عجوزاً لیلا) بیان الاطلاق ای شابۃ او عجوزاًنھاراً او لیلا،ص ۴۱۸ ج ۱.

☆ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.

قولہ ولا یحضرن الجماعۃ لقولہ تعالیٰ وقرن فی بیوتکن الخ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاتھا فی قعر بیتھا افضل من صلاتھا فی مسجدھا وبیوتھن خیر لھن ولانہ لا یئومن الفتنۃمن خروجھن ،اطلقہ فیشمل الشابۃ والعجوز والصلاۃالنھاریہ واللیلیہ ،قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراھۃ فی صلات کلھا لظھور الفساد ومتی کرہ حضور المسجد لصلاۃ فلان

یکرہ حضور مجلس الوعظ خصوصاً عند ھٰؤلا الجھال الذین تحلوا بحلیة العلما ء اولیٰ ذکرہ فخر الاسلام وفی فتح القدیر المعتمد منع الکل فی الکل الا العجائز المتفانیة فی ما یظھر لی دون العجائز المتبرجات وذوات ۱۵ ا۔ وقد یقال ھذہ الفتویٰ التی اعتمدھا المتاخرون مخالفة لمذھب الامام وصاحبیه فانھم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقاً اتفاقاً واما العجوز فلھا حضور الجماعة عند ابی حنیفة فی الصلاة الافی الاالظھر والعصر والجمعة وقالا یخرج العجائز فی الصلاۃ کلھا کما فی الھدایة والمجمع وغیرھما. فالا فتاء لمنع العجوز فی الکل مخالفت للکل فالا عتماد علیٰ مذھب الامام. ص ۳۵۹ ج ا.

یہاں پراعتراض کیاجاتا ہے کہ یہ فتویٰ جس پرعلما متاخرین نے اعتماد کیا ہے جناب امام ابو حنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمد رحمہ اللہ کی مذہب کے مخالف ہے، کیوں کہ ناقلین مذہب نے نقل کیا ہے کہ جوان عورتوں کانکلنا تو بالاتفاق تمام نمازوں کی جماعت کے لیئے ممنوع ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ ظہر عصر، اور جمعہ کے علاوہ دیگر نمازوں کی جماعت کے بوڑھی عورت کو نکلنے کی اجازت دیتے ہیں، جبکہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمھم اللہ بوڑھی عورتوں کو تمام نمازوں کی جماعت کے لیئے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لہذا بوڑھی عورت کو تمام نمازوں میں منع کرنے پرفتویٰ دینا امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین سب کے مذہب کے مخالف ہے۔ اس لیئے اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر اعتماد کیا جاویگا۔

علامہ شامیؒ نے صاحب بحر کی عبارت وقد یقال الخ نقل کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔

قال فی النھر وفیه نظر بل ھو ماخوذ من قول الامام وذالک انه انما منعھا لقیام الحامل وھو فرط الشھوة بناء علی ان الفسقة لا ینتشرون فی المغرب لانھم بالطعام مشغولون وفی الفجر والعشاء نائمون فاذا فرض انتشارھم فی ھذہ

الاوقات لغلبة فسقهم کما فی زماننا بل تحریهم ایاها کا ن المنع فیها اظهر من الظهر اه قلت و لا یحفی ما فیه من التوریة اللطیفة وقال الشیخ اسما عیل وهو کلا م حسن الی الغا یة .ص ۱۹ ۴ ج ۱ .

☆ ،،الاستفسار ،،امر ۃاحتا جت الی وا قعة وزوجها جا هل ولا یسئل عن العالم ایضاً فهل لها ان تخر ج بنفسها لتسال عنها ؟ الاستبشار ،،نعم اذاا متنع الزوج من السوال عن العالم وکا نت الوا قعة مما احتا جت الیها ولا یحصل العلم بها الا با لسوال عن العا لم یجوز لهن ان تخرج فان طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمة فی ما احتا ج الیه ،کذافی فتا ویٰ قاضی خان .

عبارت سے کیا معلوم ہوا ؟ کچھ غور وفکر کرنے کی بات ہے، کہ فرض عین کی صورت میں بلاضرورت نکلنا عورت کے لیئے جائزنہیں ہے،تو فرض کفایہ کی صورت میں بہ طریقہ اولیٰ جا ئزنہ ہوگا۔اورمروجہ تبلیغ تو فرض کفایہ بھی نہیں ہے۔لہذا مروجہ تبلیغ میں ان مفاسد کے پیش نظر جوعورتوں کےخروج کی صورت میں محتمل بلکہ متیقن بھی ہیں۔عورت کا نکلنا شرعاً جائزنہیں ہے۔

☆ وقال الامام الطحطا وی رحمه الله تعا لیٰ (قو له لجمعة و عید ووعظ) قال فی مجموع النوازل یجوز رللزوج أن یأ ذن لها با لخروج الی زیارة الابوین و عیادتهما و تعز یتهما او احد هما و زیا رة المحارم فان کا نت قا بلة او غا سلة او کا ن لها علی أخر حق او علیها حق تخرج با لاذ ن ،و الحج علی هذا وفیما عد ذا لک من زیا رة الاجانب وعیا دتهم و الولیمة لا یأ ذن لها ولا تخرج ولو اذن لها وخرجت کا نا عا صیین و تمنع من الحمام وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس لها ذلک فا ن وقعت لها نا زلة ان سأل الزوج من العا لم و

اخبر ها بذالک لا يسعها الخروج ، وان امتنع من السوال يسعها الخروج من غيررضى الزوج وان لم يقع لهاناز لةوارادت ان تخر ج لمجلس العلم لتعليم المسا ئلة من مسا ئل الوضوء والصلواة ان كان الزوج يحفظ المسائل و يز كر ها معها له ان يمنعها و ان كان لا يحفظها الاولى ان يأذن لها احيا ناً وان لم يأ ذن لها فلا شى عليه ولا يسعها الخروج ما لم تقع نا زلة ١٥ (قو له ولو عجوز ا) اسم لمئو نث غير لا زم التأ كما فى الرضى وفى القاموس لا يقال عجوزة او لغة رديئة من احد ى وخمسين الى آخر العمر قهستا نى ، وقو له ليلا بيا ن للاطلاق ايظا ً (قو له على المذهب المفتى به) قد يقال هذه الفتوىٰ التى اعتمد ها المتأ خرون مخا لفة لمذهب الامام وصا حبيه فا نهم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقا اتفا قاً واما العجوز فلها حضور الجما عت عند الامام فى الصلواة الافى الظهر والعصر والجمعة فا لافتا ء يمنع العجائز فى الكل يخا لفالكل ومافى الدر المنتقى يوافق ما هنا بحيث قال وفى الكا فى وغيره اما فى زما ننا فا لمفتى به منع الكل فى الكل حتى الو عظ ونحو ه الخ حا شية الطحطاوى على الدر ص ٢٤٥ ج ١

☆ وقال العلامه منلا مسكين رحمه الله تعا لىٰ ؛ومتى كره حضور المسجد للصلواة لأ ن يكره حضور هن مجا لس الوعظ خصوصاً عند هئولا الجهال الذين تحلوا بحلية العلماء اولىٰ ذكر ه فخر الاسلام .وقال العلامة ابو السعود رحمه الله تعا لىٰ ؛ قو له و متى كره حضور المسجد الخ ائى كرا هة تحريمية دل عليزالك قو له فى النحر ولا يحضر ن اى لا يحل لهن ان يحضرن لكن ذكر بعد ه عن كتاب الصلواة انه ذكر الاساء ة التى هى ادون من الكرا هة (فتح المعين ص ٢١٥ ج ١

☆ وقال العلامة الخوازی ناقلاعن فخر الاسلام رحمهما الله تعالیٰ والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی الصلواة کلها لظهور الفساد و متی کره حضور المسجد للصلواة لأن یکره حضور مجالس العلم خصوصاً عند هئو لا الجهال الذین تحلوا بحلیة العلم اولیٰ (الکفایة مع فتح القدیر ص٣١٨ ج١)

☆ (ولا یحضرن)أی النساء سواء کن شواب أو عجائز (الجماعة) لظهور الفساد و عند أبی حنیفة للعجوز أن تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء و عندهما یخرجن فی الکل وبه قالت الثلاثة والفتویٰ الیوم علی المنع فی الکل فلذالک أطلق المصنف و یدخل فی قوله الجماعات الجمعه و الاعیاد والاستسقاء ومجالس الوعظ ولا سیما عند الجهال الذین تحلوا بحلیة العلمأ و قصدهم الشهوات و تحصیل الدنیا . (هامشه شرح الطائی مع رمز الحقائق ص ٣٩ ج١)

☆ وقال العلامة عبد الحی لکهنوؔ فی نفع المفتی والسائل .وقد صرحوا بان الخروج الی مجلس العلم فی زماننا لا یجوز (نفع المفتی والسائل)

☆ وقال العلامة السهارنفوری رحمۃاللہ تعالیٰ معزیا لشرح النقایة ؛والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی الصلواة کلها لظهور الفساد و متی کره حضورهن فی المسجد للصلواة فلأن یکره حضورهن مجالس الوعظ خصوصاً عند هئو لا الجهال الذین تحلوا بحلیة العلماء اولیٰ هکذا قال المشائخ رحمهم الله تعالیٰ ، ولو شاهدوا ما شاهدنا من حضورهن بین مجالس وعاظ زماننا متبرجات بزینتهن لا نکروا کل الانکار رحم الله معاشر الابرار (بذل الجهود ص ٣/٩ ج ١)

☆ وقال الحافظ العینی رحمۃ الله ؛ (قال یکره لهن حضور الجماعات)

ای یکره للنساء یعنی الشواب منهن وهی جمع شا بة وهذا للفظة با طلا قها تتنا ول الجمع والاعیاد والکسوف و الاستسقا وعن الشا فعی یبا ح لهن الخروج (لما فیه) أی فی حضور هن الجما عة (من خوف الفتنة) علیهن من الفساق و خروجهن سبب للحرام وما یفضی ألی الحرام فحرا م وذکر فی کتاب الصلواة مکا ن کرا هة الا سا ء ة والکرا هة فحش ،......قلت المراد من الکرا هة التحریم ولا سیما فی هذا لزما ن لفساد أ هله ،(ولا بأس للعجوز أن تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء)لحصول الامن ، ومن المغر ب اختلا ف الروایات وفی المنظومة الحق المغرب با لعشاء کما ذکر المصنف والمبسوط لشمس الائمة ، وفی المختلف الحق العصر و المغرب با لظهر کما فی مبسوط شیخ الاسلام و یحتمل أن ذلک بناء علی ا ن المغرب تنشر فیه الفسقة ایظاً کا لعصر فی بعض البلاد ،قیل هذا کله فی زمانهم ،أما فی زما نتا فیکره خروج النساء الی الجماعة لغبة الفسق والفساد فا ذا کره خروجهن الی الجما عة فلا ن یکر حضور هن مجا لس العلم خصوصاً عند هئولا الجهال الذین تحلوا بحلیة اهل العلم او لی ؛(و هذا عند ابی حنیفة) أی هذا الذيذکرنا عند ابی حنیفة (وقالا یخرجن فی الصلواة کلها) أی قال أبو یو سف و محمد العجا ئز تخرجن فی جمیع الصلواة (لأنه لقلة الر غبة) أي لقلة رغبة الرجال فیهن ،کزا علل فی بعض الشروح ، وفیه نظر لان الحریص منهم من یر غب فی العجا ئز فیصیر خروجهن سبباً للو قوع فی الفتنة الخ البنا یة ص ۳۲۰ ج ۲

☆ وقال العلا مة ابو بکر بن علی الحداد رحمه الله تعا لیٰ ؛ والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی الصلواة کلها لظهور الفسق فی هذا الزما ن و لا یبا ح لهن

الخروج الی الجمعة عند ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ کذا فی المحیط فجعلها کا لظهر وفی المبسوط جعلها کا لعیدین حتی انه یباح لهن الخروج الیها با لاجماع الخ الجوهرة (ص ٧٢ ج ١)

☆ وقال العلامة عالم بن العلاء رحمه الله تعالیٰ ؛ والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی کل الصلوات لظهور الفساد و.متی کره حضور المسجد للصلواة لان یکره حضور مجالس الوعظ خصوصاً عند هئولا الجهال الذین تحلوا بحلیة العلماء اولی ' (الفتاوی التتارخانیة ص ٦٢٨ ج ١.

☆ وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ ؛واذا منع حضور الجماعة فمنعهما عن حضور الوعظ والستسقاء اولیٰ ، وادخله العینی فی الجماعات ، وما قلناه اولیٰ (متحة الخالق بهامش البحر ص ٣٥٩ ج ١)

☆ وقال علامة مفتی گل حسن مدظله ،علیٰ قوله ؛یکره لهن حضور الجماات الخ ؛اقول و فی زماننا الفتویٰ علی المنع کما فی روایة صحیح مسلم عن عمرة بنت عبد الرحمن انها سمعت عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم تقول لو ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت النساء بنی اسرائیل قال فقلت لعمرة النساء بنی اسرائیل منعن المسجد قالت نعم (الحاشیة الجامعة علی الهدایة ص ١١٣ ج ١)

☆ ولا تخرج الشواب لمداواة الجرحیٰ و سقیٰ الماء والطبخ و الخبز لاجل الغزاة الخ هندیهة ص ١٩٠ ج ٢ ....و فیها فی موضع آخر واما الشواب فقرارهن فی البیت اسلم والاولیٰ ان لا تخرج النساء اصلاً خوفاً من الفتن

ص ۱۹۴ ج ۲

نصوص مزکورہ کا حاصل

عورتوں کا گھروں سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے اس لیئے فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے مسجد کی جماعت، جمعہ، وعظ نصیحت سننے کے لیئے عورتوں کے نکلنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ جب ایسی اہم عبادت وضروریات دین کی خاطر تھوڑے سے وقت کے لیئے قریب تر مقامات تک نکلنے پر بھی اس قدر پابندی ہے تو تبلیغ کے لیئے کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں اور چلوں کے لیئے دور دراز مقامات میں جانا بطریقہ اولیٰ ناجائز اور حرام ہوگا، کیوں کہ فقہاء کرام کی آخری قول جس پر متأخرین نے اعتماد کیا ہے وہ اما فی زماننا فا المفتیٰ به منع الکل فی الکل حتی الو عظ و نحو ہ ہے۔

وجہ اسکی یہ ہے کہ آج کل ہر طرف فتنہ ہی فتنہ ہے فساق اور فجار اسی تاک میں ہیں کہ کہی سے کوئی طریقہ سے اپنے برے عزائم اور ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

اسی وجہ سے تو فقہاء کرامؒ نے لکھا ہیں عورتوں کا جانا مساجد کو نماز با جماعت اداء کرنے کے لیئے جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے، تو انکا مجالس وعظ کو جانا (یہ مطلق ہے) خصوصاً جہال کے مجالس کو جنہوں نے علماء کا حلیہ اختیار کیا ہے (یہ تخصیص بعد **التعمیم** ہے) بطریقہ اولیٰ مکروہ اور ناجائز ہوگا۔ اب اگر عورت کو بر سر عام تبلیغ جماعت میں جانے ملک در ملک پھرنے اور قریہ قریہ کرنے کے لیئے اجازت دی جائے تو یہ اجازت فتنہ اور فساد کو فروغ دینا نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ اور فساق اور بد معاش لوگوں کے ساتھ تعاون نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ ......فقہاء کرامؒ نے مزکورہ بالا عبارات میں عورت کی خروج کو فتنہ وفساد کا باعث قرار دیکر مطلق ممنوع قرار دیا ہیں ان عبارات کی بناء پر اولیٰ اور اسلم یہی ہے کہ مستورات میں دعوت وتبلیغ وتعلیم کا کام گھروں کی سطح تک محدود رکھا جائے۔ گھروں میں تعلیم وتربیت

کا پروگرام بنائیں۔ یہ شریعت کی حدود کے اندر شریعت کے مزاج سے موافق اور مؤید ہیں۔
لہذا انہی پر اکتفاء اولیٰ واسلم ہے۔ مستورات کی جماعتوں کے نکلنے کا جو رواج ہو گیا ہے، اگر چہ اس میں محرم یا شوہر اور پردے وغیرہ کی پورا پابندی کی جائے پھر بھی یہ سلسلہ حتمی طور پر بے غبار شریعت کے مزاج و مذاق سے مکمل ہم آہنگ اور اسلاف کے طرز دعوت و تبلیغ سے میل کھاتا ہوا نہیں ہے۔

جو لوگ عورتوں کے اس طرح کے تبلیغی اسفار کے صرف فوائد و برکات پر نظر رکھتے ہیں وہ در اصل ان نزاکتوں اور انتہائی حساس امتیازات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو اسلام نے عورتوں کے مزاج اور طبائع کے لحاظ سے قائم کیئے ہیں۔

محض فوائد و منافع کسی چیز کے جواز کی بنیاد نہیں بن سکتے، ورنہ شراب بھی جائز قرار دی جاتی اس لیئے کہ اس بارے میں خود قرآن شریف کی شہادت یہ ہے کہ، فیہ منافع للناس، لیکن نہیں منافع کے ساتھ مضرات و نقصانات کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا، جیسا کہ قرآن نے نفع و نقصان رکھنے والی چیز کے بارے میں میزان قائم کر دی ہے کہ،، **واثمهما اكبر من نفعهما**،،۔

فواحش و شیطنت کے اس دور میں عورت کیا بن گئی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، ان حالات میں ان کو، قرن فی بیوتکن، کی بجائے گھر سے باہر نکالنے کا کوئی منظم پروگرام بنانا کتنا خطرناک کھیل ہے، وہ آج ارباب تبلیغ سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔؛ یہ تمام حالات و ظروف بتاتے ہیں کہ عورتوں سے ہدایت و تعلیم و تبلیغ کا کام انتہائی مخصوص حالات میں ان کے اپنے حد میں لیا جائے، اس میں عموم پیدا کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ عورتیں عورتوں کے درمیان پردہ میں رہتے ہوئے عمومیت کے ساتھ قریہ، قریہ میں پھر کر کوئی دینی کام کر سکتی ہیں۔ اور طحطاوی کے عبارت،، وان لم یاذن لھا فلاشی علیہ (الیٰ) مالم تقع نازلۃ الخ،، کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ قائم کرنا صرف خام

خیالی اور ناقص رائے ہیں۔ بلکہ عورتوں کی آپس کی تعلیم و تبلیغ میں بھی خصوص کو مدنظر رکھنا ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ عورتوں کی الگ الگ جماعت نماز، یا مساجد بنانے سے روکا نہ جاتا۔

عورت کی صنف ایسی ہے کہ عمومیت نہ اس کی شخصیت کو زیب دیتی ہے اور نہ اس کے کام کو۔

باقی طحطاوی کے عبارت میں بھی خصوص ہی کو مدنظر رکھا گیا ہے، کہ انفرادی طور پر اگر ایک عورت کو اس جیسا واقعہ پیش آئے جو اس کے لیئے لازمی اور ضروری ہو تو پھر ساتھ شوہر کے اجازت کے شرعی پردہ کا پورا پورا اہتمام کرتے ہوئے گھر سے نکل کر قریب میں کوئی عالمہ یا عالم سے مسئلہ دریافت کر کے فوراً واپس ہو جائے، نہ کہ عمومیت کے ساتھ تعلم و تبلیغ کے واسطے کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں اور چلوں کے لیئے دور دراز مقامات میں جایا کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ اکثر تبلیغی حضرات فقہہ اور اصول فقہہ پر توجہ نہیں دیتے ہیں

کیسے ظالم ہیں وہ لوگ جو صرصر کو صباح کہتے ہیں

کیسے عیار ہیں وہ لوگ جو ظلمت کو ضیاء کہتے ہیں

علماء اصول کے نزدیک انسان جنس ہے اور اس کے پیچھے دو عین ہیں، ایک مزکر دوسرا مئونث اور دونوں کے اغراض مختلف ہیں۔ کیونکہ جنس اصولی کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے (هو كلي مقول علىٰ كثير ين مختلفين بحسب الاغراض)۔ یعنی انسان وہ جس کا صدق مختلف اغراض کے افراد پر آتا ہے، لہذا انسان مزکر اور مئونث پر مشتمل ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے الگ الگ اغراض کے واسطے پیدا کیا ہے، اور یہ تفاوت چند امور خلقیہ طبعیہ یعنی پیدائشی امور کی خاطر مرعی کیا گیا ہے۔ مثلاً ضعف البدن، بدن کی مخالفت اور کمزوری، نقص العقل، یعنی عقل و فہم اور فراست کی کمی، باعث الفتن و الفسادات یعنی فتنوں اور فسادات کا باعث وغرہ...... لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ صفات عورتوں میں پیدائشی طور پر مودع کیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تکلیفی احکامات میں بھی ان امور کی سبب میں تفاوت و

اختلاف پایا جاتا ہے، یعنی یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ عورتیں زیادہ تر احکام تکلیفیہ میں متفاوت ہیں۔ مثلاً بعض احوال میں بعض موقع پر عورتوں سے نماز بالکل ساقط ہو جاتا ہے، نہ ان پر ادا لازم ہے نہ قضاء جو حالت حیض ونفاس کے ایام ہیں، یا مثلاً ھیئۃ الصلواۃ، یعنی نماز کی صورت میں عورتوں کے لیئے رفع الیدین الی المنکبین، تکبیر اولیٰ کے وقت ہاتھ کندھوں تک اٹھانا، یا افتراش فی القعدۃ، یعنی قاعدہ میں دونوں پیر داہیں طرف نکال دینا اور بائیں سرین پر بھیٹنا، الخفاظ المرأۃ، یعنی عورت کا اعضاء کو سمیٹنا، لذ قھا بطنھا بفخذ یھا، یعنی سجدہ میں پیٹ رانوں سے ملانا وغیرہ۔۔

اسی طرح عورتوں سے جہاد کا حکم اٹھایا گیا ہے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ عورتوں پر جہاد ہے یا نہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان پر جہاد ہے لیکن وہ ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں ہے (یعنی حج)

یہ بعض امور سبب النقص یا ضعف البدنیہ کی وجہ سے متفاوت ہیں۔ اور یا نقص العقل کی وجہ سے۔ مثلاً شہادت میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دینا ساتھ اس شرط کے کہ ان کے ساتھ ایک مرد بھی ہو تو انکی شہادت قبول ہے، ورنہ ہزار عورت ایک چیز پر شہادت دیں انکی ساتھ ایک مرد نہ ہو تو انکی شہادت قابل قبول نہیں وغیرہ۔

لیکن یہ بات یاد رکھنا چایئے کہ جن امور کا مرد و عورت دونوں مکلّف ہیں اور ان پر انکی ادا لازمی اور فرض ہیں، ان امور کی سرانجام دینے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا دائرِ کار الگ الگ بنایا ہے۔ عقل مند اور سلیم الطبعہ کے لیئے صرف یہ ایک بات کافی ہے کہ۔ مسجد میں حاضری اور آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور آپ ﷺ کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی لیکن آنحضرت ﷺ عورتوں کو یہ تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لیئے افضل اور بہتر ہے،

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ،لا تمنعوا نساء

کم المساجد و بیو تھن خیر لھن . (ابو داؤد . مشکواۃ ص ۹۶ ج اول)

آنحضرت ﷺ کی دقت نظر اور خواتین کی عزت وحرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجد نبوی، جس میں ادا کی گئی ایک ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، آنحضرت ﷺ خواتین کی لیئے اس کے بجائے اپنی گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں۔

اور پھر آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں جو نماز ادا کی جائے اس کا مقابلہ تو شاید ہی پوری امت کی نمازیں بھی نہ کر سکیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لیئے گھر پر تنہاء نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے عورت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرت ﷺ نے خواتین اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بد قسمتی سے ان حضرات کے بازار میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے۔

مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے، آنحضرت ﷺ نے مکان کے حصوں کو تقسیم کر کے فرمایا؛ کہ فلان حصہ میں اس کا نماز پڑھنا فلان حصہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا؛ صلواۃ المرأۃ فی بیتها افضل من صلواتها فی حجرتها و صلواتها فی مخدعها افضل من صلواتها فی بیتها ،(ابو داؤد ،مشکواۃ ص ۹۶ ج اول)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ میں اس حدیث کی تفسیر اس طرح فرمایا ہے۔

(وعن ابن مسعود قال ؛قال النبی) و فی نسخة ر سو ل اللہ صلی اللہ علیه و سلم (صلا ۃ المرأۃ فی بیتها) ای الدا خلا فی لکما ل ستر ها (أفضل من صلا تها فی حجر تها) أی صحن الدا ر قال ابن الملک أ را دبا لحجر ۃ ما تکو ن البیوت ا لیها و هی أ د نی حا لاً عن البیت (و صلا تها فی مخد عها) بضم المیم وتفتح وتکسر مع فتح الدا ل فی الکل و هو البیت الصغیر الزی یکو ن دا خل

البیت الکبیر یحفظ فیہ الا متعۃفیہ الا متعۃ النفسیۃ من الخدع ، وھو اخفاء الشی ای ،فی خزا نتھا (أ فضل من صلا تھا فی بیتھا) لا ن مبنی أمر ھا علی التستر و لذا قیل نعم الصھر القبر (مر قا ۃ ص۱۵۲ج ۳)

(ترجمہ حدیث)....عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو گھر کی چار دیواری میں ادا کرے اوراس کا اپنے مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے،اور پچھلے کمرے میں نماز ادا کرنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

عن ام سلمہ ر ضی اللہ تعا لیٰ عنھا با سنا د جید و صلا تھا فی دا ر ھا خیر من صلا تھا فی مسجد قو مھا • کزا فی التر غیب و التر ھیب)

(ترجمہ)....ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ عورت کی نماز جواس کے چار دیواری (حویلی) میں ہواس نماز سے بہتر ہے جواس کے قبیلہ کی مسجد میں ہو(الترغیب والترہیب للحافظ المنذ ر ص ۱۳۵ج اول)

مطلب ۔ان روایات میں عورتوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ نماز پڑھنے کے لیئے مسجد میں جانے کی فکر میں نہ پڑیں، کیونکہ گھر سے باہر طرح طرح کے آدمی ہیں، شیطان کے لشکر ہیں، فاسق وفاجر لوگ ہیں جن کا شیوہ بدنظری اور گناہگاری ہے، یہ لوگ باہر نکلنے والی عورت پر شیطان کے توجہ دلانے پر اپنی نظریں گاڑ دیتے ہیں......جیسے مردوں کے زمہ مال کمانا اور ضرورت کی چیزیں فراہم کر کے لانا ہے ،کیونکہ وہ باہر نکلتے ہیں۔اسی طرح سے مساجد میں جا کر نماز باجماعت کی ادائگی بھی ان کے زمہ لازم کر دی گئی ہے۔اور عورت کے لیئے یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر سے نہ نکلے۔

دیکھیے حدیث میں فرمایا ہے عورت کی وہ نماز سب سے بہتر اور افضل ہے جو اندر دراندر بالکل آخری کمرے میں ہو اور محلّہ کی مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھنے سے زیادہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر میں سب سے زیادہ اندر اور پچھلے والے کمرہ میں نماز پڑھے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے

و ما عبد ت امرأة ربها مثل ان تعبد ہ فی بیتها (الطبرا نی با سناد حسن کما قال المنذری) یعنی عورت اپنے رب کی عبادت گھر میں کرتی ہے اس سے بڑھ کر اس کے لیئے کوئی عبادت نہیں ہے۔

حضرت ام حمیدؓ کو ہدایت نبوی ...... حضرت ام حمیدؓ ایک صحابیہ عورت تھیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کو محبوب رکھتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہو، حالانکہ تمہارا کمرہ میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور دالان میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا تمہارا اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارے اپنے قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں آ کر نماز پڑھو (راوی کا بیان ہے کہ) یہ بات سن کر حضرت ام سلمہؓ نے اپنے نماز پڑھنے کی جگہ اپنے گھر کے بالکل آخری اندرونی حصہ میں مقرر کر لی جہاں تاریکی تھی، اور موت آنے تک برابر اسی میں نماز پڑھتی رہیں۔ (الترغیب والترہیب بروایت احمد وابن حزیمہ و ابن حبان)

☆ باقی کچھ احباب کا یہ کہنا کہ عورتوں کا مساجد میں جانے کو ممنوع قرار دینا اختلاط مع الرجال کی وجہ سے ہے، اور مستورات کی جماعت میں یہ بات (اختلاط مع الرجال نہیں ہے۔

میں بصد احترام عرض کرونگا، کہ اچھا اگر بات اس طرح ہے کہ عورتوں کو مساجد میں جانے اور نماز با جماعت ادا کرنے کو ممنوع قرار دینا اختلاط مع الرجال کی وجہ سے ہے تو عورتوں کے لیئے تنہا جماعت کے ساتھ نماز پرھنا کیوں ممنوع ہے؟ حالانکہ یہاں اختلاط مع الرجال نہیں ہے، اور عورتوں کے لیئے الگ مساجد بنانے کا علماء کرام نے کیوں نہیں کہا ہے؟ حالانکہ انکی اپنی مساجد میں بھی اختلاط مع الرجال نہ ہوتا

اور اسی طرح یہ روایت کہ عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چار دیواری میں ادا کرے اور اس کا اپنے مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے،۔ عورت کے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کرنا اور ہر ایک حصہ کو دوسرے پر فوقیت دینا، ان میں سے مخفی حصہ میں نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر قرار دینے کی وجہ کیا ہے ؟

اور بعض حضرات کا یہ کہنا کہ مستورات کا تبلیغی جماعتوں میں نکلنے کو عورتوں کی نماز با جماعت پر قیاس کرنا غلط ہے اور قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ عورت پر نماز جماعت ہی واجب نہیں ہے تو یہ قیاس کیسے درست ہوگا؟

میں عرض کرونگا کہ سب سے پھلے یہ بات ثابت کرنا چاہئیے تھا کہ عورتوں کی مروجہ تبلیغ کا فرض ، وواجب یا سنت ہونا کہاں سے ثابت ہے؟ کیا اسکی ثبوت قرآن وحدیث اور فقہہ سے ملتا ہے؟ اور یہ کہ عورت پر نماز با جماعت کیوں واجب نہیں ہے؟

اسکا جواب آپ دینا چاہینگے وہی جواب اس کی طرف سے قبول فرمالیجیئے ...... مذید یہ کہ عورت کی صنف ہی ایسی ہے کہ عمومیت کے ساتھ اجتماعیت کا متحمل نہیں ہے۔ ورنہ اسکی تنہا نماز با جماعت ادا کرنا جائز ہوتا۔ اور ،، وقرن فی بیوتکن ،، کا حکم بھی نہ ہوتا۔

عورتوں کی اصلاح کی ذمہ داری مردوں پر ہے

جاننا چاہیئے کہ جس طرح نفقات حسیہ (نان ونفقہ) کے زریعہ سے بیوی اور بچوں کی جسمانی تربیت ضروری ہے اسی طرح علوم اور اصلاح کے طریقوں سے ان کی روحانی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے، ان کو دیندار بنانا اور انکی اصلاح کرنا مردوں کے زمہ ہے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے ان

سے بھی مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ اس بارے میں صریح نص موجود ہے،

یا یھا الذین آ منو ا قوا انفسکم و اھلیکم نا را ۔؛یعنی اے ایمان والو اپنے گھر والو ں کو اور اپنے نفس کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔اس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ،کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھلاؤ (حاکم)۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے، ورنہ انجام دوزخ ہوگا۔ایک اور آیت میں ہے،

و أمر اھلک با لصلواۃ وصطبر علیھا ۔؛یعنی اپنے اھل کو نماز کا حکم کر اور تو خود اس پر قائم رہ۔

ایک اور روایت صیحہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته۔؛یعنی تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے قیامت کے روز ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔ایک اور حدیث میں ہے

اخفمھم فی اللہ لا تر فع عنھم عصا ک (حدیث)۔؛یعنی گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو اور تنبیہ کے واسطے ان سے ڈنڈے کو ختم نہ کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر کوئی مرد خود متقی بن جائے اور اپنے گھر والوں کے دین کی خبر نہ لے تو خدا تعالیٰ اس کی عورتوں کے ساتھ اس کو بھی جھنم میں داخل کریں گے تنہا اسکا متقی بن نا قیامت میں عذاب سے نجات کے لیئے کافی نہ ہوگا۔

گھر والوں کو دیندار کا مکلّف خود اور ذمہ دار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خود عالم ہے تو سمجھا ئے ،خود عالم نہیں ہے تو علماءِ حق کی لکھی ہوئی دینی کتابیں گھر میں لاکر بیوی بچوں کو پڑھائے سمجھائے جو ہر زبان میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ان کی طہارت ،نماز ،روزہ ،تلاوت قرآن ،پردہ وغیرہ کے اعمال و احکام اور کردار کی نگرانی خود کرے ،اور کبھی کبھی کسی عالم دین بزگ کا وعظ و بیان اہتمام پردہ کے ساتھ انہیں سنوایا کرے۔نہ کے انکو اس سلسلہ میں قریہ قریہ ،ملک در ملک میں لے کے پھرے۔

باقی یہ بات کہ اگر مرد کو خود اپنی دینداری کی فکر نہ ہو تو وہ بیوی کی کیا فکر کرے گا ؟......تو وا ضح ہو کہ اول تو عورذات کا نماز، روزہ، تلاوت، پردہ وغیرہ مرد کی دینداری پر موقوف نہیں۔اس کی قبر آخرت اپنی اور اس کا سوال وجواب اپنا،۔اور نہ ہی شرع شریف نے عورت سے یوں کہا ہے کہ جب تک تیرا شوہر نیک اور دیندار نہ بنے تب تک تو بھی نماز، روزہ، تلاوت قرآن، پردہ وغیرہ کی احکام سے دور اور بیگانہ رہنا۔

بلکہ وہ اپنی اصلاح کی خود فکر کرے۔اصلاح کے لیئے وہ طریقہ اختیار کریں جو ہم نے پچھلے عورتوں کی تعلیم کے مسئلہ میں بیان کیا ہیں۔مروجہ تبلیغ میں نہ جائیں۔

ان حضرات کے نزدیک بھی یہ بات مسلمہ اور متفقہ علیہ ہے کہ عورت اپنی محرم یا شوہر کے بغیر تنہا سفر نہیں کرسکتی۔لہذا مستورات کی جماعت میں اسکے ساتھ اسکی کوئی محرم یا شوہر ضرور ہوگا۔تو وہی محرم یا شوہر جس جذبہ سے اپنے محرمہ عورت یا بیوی کو مستورات کی جماعت میں لے جاتا ہے، بجائے اسکے وہ خود دین سیکھنے کے لیئے اندر و باہر جائے تا کہ جو کچھ سیکھ کر آئیں وہ انکو سکھائیں۔

باقی یہ سوال کہ بعض ایسے مسائل ہیں کہ عورت اپنی محرم سے شرم وحیاء کی بنا پر پوچھ نہیں سکتی، اور محرم مرد اپنے محرمہ عورت کو بتا نہیں سکتا۔اس بنا پر عورت کا مروجہ تبلیغ میں نکلنا ضروری ہو جائے

تو واضح ہو کہ یہ بات محض شیطان کی فریب اور تبلیس نفس ہے۔کیا اس دور کے مردیں اور عورتیں، نبی کریم ﷺ، ازواج مطہراتؓ، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ سے بھی زیادہ غیرت مند اور پارسا ہیں۔؟ حالانکہ وہ ہر قسم کے مسائل پوچھتے تھیں۔

☆ عن ام سلمة رضی الله قالت قالت ام سلیم یا رسول الله ان الله لا یستحی من الحق فهل علی المرأة من غسل اذا احتلمت قال نعم اذا رأت الماء ...الخ (مشکواة ص ۴۸ ج اول)

☆ عن سعید بن المسیب قال ذکرا صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقی الختانان أیوجب الغسل فقال ابوموسیٰ أتیتکم بعلم ذالک فنهض و تبعته حتیٰ أتیٰ الیٰ عائشہؓ فقال یا ام المؤمنین انی اسألک عن شی و انا استحی ان اسألک فقالت سل فانما انا امک قال اذا التقی الختانان أیجب الغسل فقالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقی الختانان اغتسل. (شرح معانی الآثار ص ۴۵)

☆ عن سعید بن جبیر ان امرأۃ من اهل الکوفۃ استحضت فکتبت الی عبد اللہ بن عمرؓ و عبد اللہ بن عباسؓ و عبد اللہ بن الزبیرؓ تناشدهم و تقول انی امرأۃ مسلمۃ اصابنی بلاء و انما استحضت منذ سنتین فما ترون فی ذالک فکان اول من وقع الکتاب فی یدہ ابن الزبیر فقال ما اعلم لها الا ان تدع قروءها و تغسل عند کل صلواۃ و تصلی فتتابعوا علی ذالک. (شرح معانی الآثار ص ۷۳)

یہ تین روایات بطور نمونہ پیش خدمت ہے، اس طرح کے متعدد روایات اور بھی ہیں، جن سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ شرعی مسائل دریافت کرنے میں کوئی شرم وحیاء کی بات نہیں۔ رہی یہ بات کہ جماعتی خواتین خوب پردہ اور محرم کے ساتھ اندرون و بیرون ملک آتی جاتی ہیں، تو معلوم ہو کہ خواتین کوئی بھی ضروری سفر، پردہ اور محرم کے بغیر کر ہی نہیں سکتی۔ یہ پردہ اور معیت محرم، کوئی احتیاتی تدبیر نہیں، جو صرف انہی حضرات نے اضافی طور پر اپنی طرف سے مزید اختیار کر رکھی ہیں۔ بلکہ آج بھی تمام دیندار مسلم گھرانوں کی خواتین ضروری سفر میں ان ہر دو شرطوں پر عمل کرتی ہیں۔ مگر یہ سفر نہ ان کے لیئے ضروری ہے اور نہ وہ شرعاً اس کی زمہ دار اور مکلف ہیں۔

اور ہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ پردہ اور محرم کے ساتھ ہونے سے اگر فتنے کا دراوازہ

بالکل بند ہو جاتا تو پھر خواتین کو صرف ضرورت کے وقت ہی باہر نکلنے کا پابند نہ کیا جاتا، اور نہ ہی ،، وقرن فی بیو تکن ،، المر أة عورة اذا خر جت من بيتها استشر فها الشيطا ن ،، جیسے ارشادات فرمانے کی ضرورت باقی نہ رہتی۔ بلکہ پردہ اور محرم کے ساتھ انہیں ازادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت ہوتی، حالانکہ ایسا قطعاً نہیں

نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے ان بن
سمجھتے ہیں ہم راہنماؤں کو راہزن

دوسرے بات یہ کہ مروجہ تبلیغ میں صالحہ عورت نکل کر فاجرہ اور فاسقہ کو تبلیغ کرے گی۔ جبکہ فقہاء حضرات صالحہ کو فاجرہ اور فاسقہ عورت سے پردہ کا حکم دیتے ہیں.........ردالمختار میں ہے

وفى شرح الاستاد عبد الغنى النا بلسى على هد ية ابن عماد عن شرح والد ه الشيخ اسما عيل على الدرر و الغرر لا يحل للمسلمة ان تنكشف بين يدى يهو ية او نصرا نية او مشر كة الا ان تكون امة لها كما فى السرا ج و نصا ب الاحتسا ب لا ينبغى للمر أة الصا لحة ان تنظر اليها المرأة الفا جر ة لا نها تصفها عند الر جا ل فلا يضع جلبا بها ولا خما ر ها كما فى السرا ج ا ۵ (ص ۲۶۳ ج۵)

(ترجمہ).....استاد مکرم عبد الغنی النابلسی ہدیہ ابن عماد پر اپنے شرح میں اپنے والد شیخ اسماعیل کے شرح (جوانہوں نے درر وغرر پر لکھا ہے) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ کسی بھی مسلمان عورت کے لیئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی یہودی یا نصرانی عورت یا مشرکہ عورت کے سامنے اپنے آپ کو بے پردہ کرے، البتہ لونڈی کے سامنے ایسا کرنا قابل اعتراض نہ ہوگا، جیسا کہ سراج اور نصاب الاحساب میں ہے اور نیک عورت کو فاسقہ عورت سے پردہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ فاجرہ عورت صالحہ عورت کے محاسن (زیب

زینت) کو دیکھ کر غیر محرم مردوں کے سامنے بیان کرتی ہے (پھر فاسق اور بد معاش لوگ اس صالحہ عورت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں) اس لئے صالحہ عورت کو چاہئے کہ فاجرہ عورت کے سامنے اپنا پردہ یعنی برقعہ اور چادر نہ اتارے، جیسا کہ سراج میں ہے۔

اور ہندیہ میں ہے۔..... ولا ینبغی للمرأۃ الصالحۃ ان تنظر الیھا الفاجرہ لانھا تصفھا عند الرجال فلا تضع جلبابنھا ولا خمارھا عندھا ولا یحل ایضاً لامرأۃ مؤمنۃ ان تنکشف عورتھا عند امۃ مشرکۃ او کتابیۃ الا ان تکون امۃ لھا کزا فی السراج (۳۲۷ج۵)

(ترجمہ) نیک عورت کو فاسقہ عورت سے پردہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ فاجرہ عورت صالحہ عورت کے محاسن (زیب زینت) کو دیکھ کر غیر مردوں کے سامنے بیان کرتی ہے (اس لیئے صالحہ کو چاہئے کہ وہ فاجرہ سے پردہ کرے) اور اس کے سامنے اپنا برقعہ اور چادر نہ اتارے اور کسی مسلمان عورت کے لیئے یہ بھی جائز نہیں کہ سوائے مملوک لونڈی کے کسی بھی مشرکہ یا کتابیہ کے سامنے کشف عورت کا ارتکاب کرے۔

مذید یہ کہ اگر مستورات کی مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا بالخصوص جوان عورتوں کا شروع ہو جائے تو لامحالہ وہ وقت دور نہیں کہ اس دور کے فسقہ اور فجرہ ان کی پیچھا کرینگے، اور غلط ناجائز مقاصد کو پورا کرنے کے لیئے مروج تبلیغ میں وقت بھی دیں گے، بلکہ دلالی اور گھٹ جوڑ کرنے والی فاجرہ وفاسقہ قسم کی عورتوں کو بطور اجرت تبلیغ میں بھجوانا شروع کریں گے تا کہ کسی طرح اپنے برے عزائم اور ناجائز مقاصد حاصل کریں.......... مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ مروجہ تبلیغ میں مستورات کا جانا نکلنا حرام اور ناجائز ہے۔

باقی اس روش کے لیئے چند صحابیہؓ کے میدان جنگ میں زخمیوں کی خدمت، روٹی، پانی اور دوا دارو کے لیئے جانے سے استدلال کرنا محض خام خیالی یا فریب ابلیس ونفس ہے اس لیئے کہ یہ قیاس اس

وقت صحیح ہوسکتا ہے کہ جب یہ جماعتیں ایک تو یہ کہ عمل جہاد وقتال شروع کریں، اور پھر یہ مردوں کی قلت تعداد کی وجہ سے مردوں کے ساتھ چند عورتوں کو بھی خدمت کے لیئے شریک کیا جائے۔

پھر یہ عمل یعنی مستورات کی تبلیغی جماعت میں نکلنا اگر ضروری ہوتا تو اس کی ضرورت بنسبت آج کے دور کے دور نبوت اور دور خلافت راشدہ میں زیادہ تھی کہ دین ابھی نیا نیا آیا تھا اور دینی علوم ومسائل مثل آج کے اس وقت ہر جگہ عام نہ ہو پائے تھے،۔

دوسرا یہ کہ صحابیاتؓ کا غزوات میں نکلنا ایسا نہیں تھا جس طرح مروجہ تبلیغ۔ بلکہ وہاں عورتوں کا نکلنا ایسا ہوتا تھا جیسے خانہ بدوش اپنے بال بچوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں، ہر ایک اپنا اپنا کام کرتا تھا مرد اپنا کام عورتیں اپنی کام۔ یہ سفر حقیقۃ اپنے مرد کے ساتھ ہوتا تھا، اور قیام بھی اس کے ساتھ اور ضرورت کے بنا پر امن از فتنہ کی صورت میں ہوتا تھا۔ بخلاف آج کے طوفانی تبلیغی اسفار کے، ان اسفار میں عموماً عورتیں الگ گاڑی میں ہوتی ہیں ان کے مردوں کی ملاقات کئی دنوں تک ان سے نہیں ہوتی، سفر ڈرائیور کے ساتھ ہوتا ہے، اور قیام بھی اپنے مردوں کے ساتھ نہیں ہوتا۔ یہ سفر مع المحارم کس طرح ہوا ؟ برین عقل ودانش بباید گریست،،

بعض احباب آیات؛ و المؤ منو ن و المؤ منا ت بعضهم او لیا ء بعض یا مرو ن با لمعر ف . اور کنتم خیر امة اخر جت للنا س تأ مرو ن با لمعروف و تنهون عن المنکر . اور قل هذه سبیلی اد عوا الی الله علیٰ بصیر ة عن و من التبعنی الایه . اور حدیث بلغو ا عنی و لو آ یة ،اور فلیبلغ الشا هد الغا ئب وغیرہ ان سب آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان سب آیات اور احادیث میں عموم ہے مرد عورت سب کو شامل ہیں ۔احکام اور اسکی تبلیغ دونوں کی ذمہ داری ہے۔ عورت ان ذمہ داریوں سے مستثنیٰ نہیں، حکم عام افراد امت کے لیئے ہے۔ اور مذید یہ کہ لتامرون بالمعروف، وتنھون عن المنکر کی آیات اور روایات اتنی کثیر

ہیں جن کا احصاء ناممکن ہے۔

عرض کیا جائیگا کہ یہ صحیح ہے دعوت وتبلیغ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، طلب علم اور جہاد میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی مخاطب ہیں اور قرآن کے صیغہائے تذکیر سے عورتوں کے صنف کا اخراج مقصود نہیں ہے، مگر اس سلسلہ میں اصولی بات یہ ہے کہ عمومی دعوت وتبلیغ، وعمومی تعلیم اور عمومی قیادت اسلام کے نزدیک مردوں کے ساتھ خاص ہیں، عورتیں اس کی مکلّف نہیں اور نہ وہ اس کی متحمل ہو سکتی ہیں۔ اس لیئے نبوت، امامت، خلافت، امارت وغیرہ عمومی ذمہ داریوں سے عورتوں کو دور رکھا گیا، اور مذکورہ تمام ذمہ داریاں صرف مردوں سے وابستہ کی گئی۔ عورتیں مذکورہ ذمہ داریوں کے مقاصد پر انتہائی مخصوص دائرے میں عمل کرنے کی مکلّف ہیں۔ اپنی مخصوص ضروریات کے تحت مقامی طور پر مقررہ شرائط کے ساتھ طلب علم کرنا یا نظر آنے والی برائی پر نکیر کرنا یہ خاص حالات ہیں جو عورت کے مزاج کے مطابق ہیں۔ اور شریعت میں بس عورت اسی حد تک پابند ہے۔ مگر کسی معاشرتی برائی کے خلاف باقاعدہ عمومی تحریک کا آغاز کرنا اور اس کی قیادت کرنا۔ اس میں مہینوں دور دور تک علاقوں میں دن رات سفر کرنا اسلام کے مزاج کے قطعی خلاف ہے۔

اگر بات اس طرح ہے جس طرح حضرات فرماتے ہیں تو اتنا ضرور عرض کرونگا کہ ،، قاتلوا ھم حتی لا تکون فتنۃ ،، وارکعوا مع الراکعین ،، اور الصلاۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجر (حدیث) یہ بھی عام ہیں لیکن باوجود اس کے اکابر امت عورتوں کے خروج الی الجماعت کو منع ٹھرایا ہے۔ اور کیا غیر متفانیات من ھن کے خروج الی الجہاد پر پابندی نہیں لگائی ہے؟ ان فقہاء کرام کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟

بعض احباب یہ بھی فرماتے ہیں کہ عورت کے لیئے دینی اور دنیوی جائز ضروریات کو سر کرنے کے لیئے سفر کرنا اسلامی طریقہ اور مقرر شدہ شرائط کی مطابق بلا خلاف جائز ہے۔ اور عمرہ اور نفلی حج بلا خلاف اپنی محرم کے ساتھ کر سکتی ہے۔ تو کیا عورتوں کا تبلیغ میں دینی مسائل سیکھنے کے لیئے نکلنا دینی

ضرورت نہیں ہے ؟

تو میں عرض کرونگا کہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ انفرادی، اتفاقی، اور جزوی واقعات عالمی تحریک کے لیئے دلیل نہیں بن سکتیں، کہاں جزوی واقعات اور کہاں عالمی تحریک کے شکل میں اندر باہر، ملک در ملک مروجہ نسائی تبلیغ میں عورتوں کی جماعت در جماعت یہ اخراج وخروج۔
مزید یہ کہ حج فرضی ہو یا نفلی ایک مخصوص مقام پر مخصوص ایام میں ادا ہوتا ہے، کیا نسائی تبلیغ بغیر گشت کرنے اور اندرو باہر جانے کے نہیں ہوسکتا ؟

تعجب خیز بات یہ ہے کہ جن خطرات، مضرات سفر میں لاحق ہوسکتے ہیں اور جو فتنہ وفسادات کا احتمال ہے (بلکہ یقینی ہے) وہ تسلیم ہے، اور ان فسادات کے سبب پر اسرار ہے۔

بعض احباب یہ بھی کہتے ہیں کہ تبلیغ مستورات کی افادیت یقینی ہے اور فساد ظنی اور خیالی ہے۔ قانون یہ ہے کہ ظنی چیز یقینی چیز کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

جناب من۔ میں ضرور یہ عرض کرونگا کہ یہ بھی فقہاء کرام کا ایک قانون ہے، ما يفضى الى الحرام فحرام،، یعنی جو چیز حرام تک پہنچاتا ہے وہ حرام ہے۔ اور یہ بھی ایک اصول ہے (اذا) اجتمع المبيح و الحرم فتغلب جهة الحر مة نصاً او احتيا طا ،،۔ یعنی جب حلت اور حرمت جائز اور ناجائز کا ٹکراؤ ہو تو حرمت غالب ہوجائیگی

عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا

قارئین کرام۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا دائرہ کار الگ الگ بنایا ہے۔ عورت کے کام کا میدان اس کا گھر ہے اور مرد کا میدان عمل گھر سے باہر ہے، جو کام مرد کرسکتا ہے عورت نہیں کرسکتی۔ اور جو کام عورت کرسکتی ہے مرد نہیں کرسکتا۔ دونوں کو اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر کام کرنا چاہیئے۔ جو حضرات مرد کا بوجھ عورت کے نحیف کندھوں پر ڈالتے ہیں وہ عورت کے ساتھ ظلم کے سوا کچھ نہیں کرتے۔

کیا اگر کوئی مرد، گھریلو ضروریات مثلاً کھانا، پینا، لباس وغیرہ گھر میں مہیا نہ کرے تو اس کی زوجہ کو شرعا اس کا مکلف ٹھرایا جائے گا کہ وہ پردہ کے ساتھ لوگوں کے گھروں میں کام کاج اور محنت کے لیئے جایا کرے اور اپنی ضروریات کا خود انتظام کیا کرے ؟ یا اگر کوئی شخص یوں کہے کہ آج کل مہنگائی ہے اور اخراجات بہت ہیں۔ مجھ اکیلے کی محنت اور کمائی سے پوری نہیں ہو سکتے، میری بیوی بھی باپردہ ہو کر ملازمت یا کاروبار وغیرہ میں میری شریک کار رہا کرے، تو کیا شرع شریف اس بات کی اجازت دے گی ؟.... ہر گز نہیں...تو یہاں دین کے معاملہ میں انہیں گھر سے باہر نکال کر شریک کار کیوں بنا لیا گیا ؟۔

میرے دوستو؛ جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے عورت کا وجود فطرۃً سراپا ستر ہے اور چاردیواری کا پردہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

☆ المرأۃ عورۃ اذا خرجت استشرفھا الشیطان۔ (ترجمہ)...عورت سراپا ستر ہے۔ پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔

اسی طرح ابو نعیمؒ اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث نقل کی ہے،، عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ما خیر للنساء، فلم ندر ما نقول، فجاء علی رضی اللہ عنہ الیٰ فاطمۃ رضی اللہ عنھا، فاخبرھا بذالک فقالت، فھلا قلت لہ خیر لھن ان لا یرین الرجال ولا یرونھن، فرجع فاخبر بذالک، فقال لہ من علمک ھذا قال فاطمۃ؛ قال انھا بضعۃ منی (حلیۃ الاولیاء)

(ترجمہ)....حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا بتاؤ عورت کیلئے سب سے بہتر کونسی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علیؓ وہاں سے اٹھ کر حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا۔ فاطمہؓ نے فرمایا آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کیلئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی

(مرد) دیکھے۔ حضرت علیؓ نے واپس آ کر یہ جواب آنحضرت ﷺ سے نقل کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ جواب تمہیں کس نے بتایا۔ عرض کیا فاطمہؓ نے۔ فرمایا آخر میری جگر کا ٹکڑا ہے۔ (اس لئے وہ خوب سمجھی) غور کرنا چاہیئے کہ آج کی بنسبت اس وقت تبلیغ کی زیادہ ضرورت تھی کہ دین ابھی نیا نیا آیا تھا، لیکن باوجود اس کے فاطمہؓ یہ فرمایا کہ عورت کیلئے یہ بہتر ہے کہ نہ وہ کسی کو دیکھے نہ کوئی شخص اس کو دیکھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ عورت کیلئے یہ سب سے زیادہ بہتر ہے کہ تبلیغ کے لیئے باپردہ ہو کر اپنے محرم یا شوہر کے ساتھ ہو کر گشت کریں۔

اسی بناء پر حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حقوق البیت میں لکھتے ہیں کہ؛ عورت کو اس طرح رکھنا چاہیئے کہ محلّہ والوں کو بھی خبر نہ ہو کہ اس گھر میں کتنی عورتیں رہتی ہیں اور ہیں بھی یا نہیں، اسی میں آبرو کی خیر ہے۔ عورت
کیلئے یہی مناسب ہے کہ اس کی خبر اپنے گھر والوں کے سوا کسی کو بھی نہ ہو۔ (حقوق البیت)
اب تو یہ حضرات غضب کرتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ کیا خوب کہا

زبیگا نگاں چشم زن کور باد
چوں بیروں شد از خانہ در گور باد

(ترجمہ) عورت کی آنکھ بیگانوں سے اندھی ہو جائے۔ اگر گھر سے باہر نکلے تو قبر میں چلی جائے۔
آخری گزارش۔ عورت کی صنف ایسی ہیں کہ وہ گھر سے باہر نکلنے اور نکال نے کے قابل نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے حکمت سے انکو گھروں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور آپ ﷺ کس قدر عدم خروج کی تاکید فرمایا ہے۔ اور فقہاء کرام جس قدر پابندی لگائی ہیں۔ بنا بریں، انہیں برائے کرم معاف رکھا جائے۔ مروجہ تبلیغی جماعت میں عورتوں کا جماعت در جماعت اندرو باہر اخراج وخروج کا سلسلہ بند کیا جائے

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم   توخواہ ازین سخنم پند گیر خواہ ملال

میں اپنا عرض علامہ شامیؒ کی درجہ ذیل عبارت پر ختم کرتا ہوں۔

(قو له و يكر ه خروجهن تهريماً) لقو له عليه الصلاة والسلا م ارجعن ما زورا ت غير ما جو رات روا ه ابن ما جه بسند ضعيف لكن يعضده المعنى الحا رث با ختلا ف الزما ن الذين اشا ر اليه عا ئشة ر ضى الله تعا لىٰ عنها بقو لها لو ان ر سو ل الله تعا لىٰ صلى الله عليه اسلم رأى ما احد ث النسا ء بعد ه لمنعن كما منعت نسا ء بنى اسرا ئيل وهذا فى زما نها فما ظنك بنساء زما ننا ؟

(ترجمہ) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ درمختار کے اس قول کہ عورتوں کا نکلنا مکروہ تحریمی اورنا جائز ہے۔کی دلیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں سے ارشادگرامی ہے کہ تم عورتوں کوواپس چلے جانے کا حکم دیا جاتا ہے کہ تم نے گھروں سے نکل کر گناہ کا کام کیا ہے ثواب کا نہیں ،اس حدیث کوابن ماجہ نے اگر چہ ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے،لیکن اس حدیث کی تائید اس انقلاب سے ہورہی ہے جو اختلاف زمانہ کیوجہ سے عورتوں میں آچکا ہے،جس طرح ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے عورتوں کومخاطب کر کے اپنے اس ارشادگرامی میں ارشاد کیا ہے،اگر جناب نبی کریمؐ عورتوں میں یہ انقلاب دیکھتا جوآج عورتوں میں رونما ہوا ہے تو جناب نبی کریمؐ بھی عورتوں کوخروج سے منع فرماتے جیسا کہ بنی سرائیل کی عورتیں منع کی گئیں تھیں،اورام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا یہ بات اپنے زمانہ کی عورتوں کے بارے میں فرمارہی ہے،تو پھرآج کی عورتوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے ؟

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ہست

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کوصراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

استفتاء

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

سوال.... کیا مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا جائز ہے

الجوب.... وباللہ التوفیق!... قرآن پاک میں عورتوں کے لئے گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہاں ضرورت شدیدہ کی بناء پر پردہ کے ساتھ نکلنے کی اجازت ہے۔ پنج وقتہ نماز کے لئے محلّہ کی مسجد میں جانا بھی ممنوع ہے جب کہ وہ سنت مؤکدہ، بلکہ واجب کی درجے پر ہے۔ پھر تبلیغ کے لئے نکلنے کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے؟ جب کہ عورتوں کو دعوت و تبلیغ کا مکلّف شریعت نے نہیں بنایا ہے، تعلیم و اصلاح کا بہانہ لے کر ادھر ادھر دور دراز اجتماعات میں تبلیغ کے لئے نکلنا یا نکالنا ایک فتنے کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے عورتیں اپنے شہروں یا محلّہ پڑوس کے اہل علم سے پردہ کی پوری رعایت کے ساتھ مسائل و احکام سیکھیں، اور آج کے فتنہ و فساد کے دور میں ہرگز تبلیغ کے لئے باہر نہ جائیں۔ نئی رسم کی داغ بیل نہ ڈالنے دیں۔ خیر القرون میں یہ طریقہ رائج نہ تھا،۔ نہ ہی قرآن و حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے۔۔ اس لئے یہ واجب الترک ہے،، اس کے نتائج بڑے گھناؤنے بعض علاقوں میں نکل چکے ہیں۔۔

فقط واللہ اعلم کتبہ حبیب الرحمٰن عفاعنہ۔ دیوبند

(۲۰، ربیع الاول، ۱۴۱۲ ہجری)

دارالعلوم دیوبند کا تازہ فتویٰ

سوال... کیا مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا جائز ہے ؟۔

الجواب.... مروجہ تبلیغ کے لئے عورتوں کا نکلنا اور نکالنا قطعاً ممنوع و ناجائز ہے..... اس مروجہ تبلیغ کا پتہ خیر القرون میں بالکل نہیں ملتا..... بلکہ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (الحدیث) (یعنی جسنے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو دین میں نہیں، وہ مردود ہے) میں داخل ہے۔ عزیزم مفتی حبیب الرحمٰن کا جواب بالکل صحیح اور درست ہے

کتبہ محمد نظام الدین (۹، رمضان، ۱۴۱۹ ہجری دیوبند)

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

(سوال)... کیا فرماتے ہیں اس بارہ میں علماء کرام کہ؛ تبلیغ دین کے لئے عورتوں کی جماعت کا خروج اور اس کا شرعی حکم کیا ہے۔؟ اس سلسلہ میں جامعہ علام اسلامیہ کے مفتیان کا مؤقف کیا ہے؟ عبداللہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

تبلیغ دین یا مروجہ تبلیغ جماعت کے لئے مردوں کی طرح عورتوں کی جماعت کا خروج قرون اولیٰ سے نصوص اور روایات سے ثابت نہیں ہے، لہذا ناجائز ہے، البتہ اگر عورتیں شوہر کی اجازت سے پردہ کے ساتھ محلّہ کے کسی مکان میں جمع ہو جائیں اور وہاں کوئی عالمہ عورت یا پردے میں رہتے ہوئے کوئی مرد عالم تبلیغ کے بارے میں بیان کرے تو جائز ہوگا، جیسا کہ

مدینہ منورہ کی عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں محلّہ کے کسی مکان میں جمع ہو جاتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان میں تشریف لے جاتے اور تقریر، وعظ؛ خطابت سے ان کے دلوں کو منور فرماتے۔.... ویسے محرم کے بغیر یا محرم کے ساتھ بے پردہ ہوکر یا بن سنور کر نکلنا جائز نہیں ہے۔مزید یہ مروجہ تبلیغ فرض عین نہیں ہے، بلکہ فرض کفایہ کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔چونکہ مرد حضرات میں سے ایک کثیر تعداد یہ کام انجام دے رہی ہے اس لئے یہ ذمہ داری عورت پر باقی نہیں رہتی۔

لہذا ضروری ہے کہ خواتین گھر میں رہتے ہوئے دینی تعلیم اور دینی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں، جماعت کی شکل میں باہر نہ جائیں، کیونکہ قرآن حکیم میں عورتوں کیلئے ،،وقرن فی بیوتکن،، کاحکم ہے..،،واخرجن من بیوتکن،، کاحکم نہں ہے۔

اس وجہ سے عورتوں کو مسجد کی نماز باجماعت، جمعہ، عیدین کی نماز، جنازہ کی نماز، تدفین میت، جہاد فی سبیل اللہ، امامت صغریٰ، امامت کبریٰ وغیرہ عبادتوں سے سبکدوش کردیا ہے تاکہ وہ بلاضرورت شدیدہ باہر نہ جائیں، بلکہ چشم غیر سے زیادہ سے زیادہ پوشیدہ اور پہناں رہیں، کیونکہ عورت ذات اپنی اصل کے اعتبار سے ہی چھپی رہنے کی چیز ہے۔جیسا کہ ارشاد نبوی ہے؛

ان المرأة اذا خرجت استشرفها الشيطان رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ص۳۴ ج۲)

فقط واللہ اعلم کتبہ؛ محمد انعام الحق۔دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

۲۸/۹/۱۴۱۸ھ

الجواب الصحیح؛ محمد عبد السلام عفا اللہ عنہ، رئیس دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ ۔ الجواب الصحیح؛ محمد عبد المجید دین پوری، نائب رئیس دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ ۔ الجواب الصحیح؛ محمد عبد القادر

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جامعہ علوم اسلامیہ کی دار الافتاء کے اس موقف میں تبدیلی آئی ہے ۔ لیکن یہ بات بالکل بے حقیقت ہے؛ جامعہ علوم اسلامیہ کی دار الافتاء کی اب تک وہی موقف ہے جو بینات میں شائع ہوا تھا۔

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تازہ فتویٰ

سوال؛ کیا مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب ومنہ الصواب

واضح رہے کہ عورتوں کی جماعت کا (برائے دعوت وتبلیغ) نکلنا نصوص قرآن واحادث اور فقہی روایات کے منافی ہونے کی وجہ سے، اور بے شمار فتنے وفساد کی بناء پر نا جائز ہے، اس سلسلہ میں دار الافتاء کا ایک تفصیلی فتوی ۱۴۱۸ ھجری میں،، بینات،، کے اندر شائع ہوا تھا، اب بھی دار الافتاء کا وہی موقف ہے۔ جن حضرات نے جواز کا فتوی دیا ہے وہ بلا دلیل ہے، اور نصوص وروایات کے خلاف ہے، اس وجہ سے قابل اعتبار نہیں۔

فقط واللہ اعلم کتبہ؛ رشید احمد السندی عفی عنہ ۔ المتخصص فی الفقیہ الاسلامیہ ۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۲۰۰۱/۴/۲۱ ۔ ۱۴۲۲/۱/۷ ھ

الجواب الصحیح؛ محمد عبد السلام عفا اللہ عنہ (رئیس دار الافتاء جامعہ علوم الاسلامیہ کراچی)

الجواب الصحیح؛ محمد عبد المجید دین پوری الجواب الصحیح؛ سعید الرحمٰن عفی عنہ

~~(۲۰، ربیع الاول ۱۴۱۲ ہجری)~~ ۲۰۰۱/۴/۲۱ ۔ ۱۴۲۲/۱/۷ ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب، مفتی واستاد الحدیث

والتفسیر دار العلوم اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ- پاکستان

باسمہ تعالی ---برادرم مکرم فاضل محترم مولانا عطاء اللہ مدظلہ نے ،،خواتین کا تبلیغی جماعت میں نکلنا جائز نہیں ھے،، کے موضوع پر کافی شواہد و دلائل جمع کر دیے ہیں جو اھل انصاف اور طالبان حق کے لیئے کافی ہیں- اللہ تعالی برادر موصوف کو اس سعی و محنت کا عظیم ثمرہ نصیب فرما کر انکو مزید دینوی اور اخروی ترقیات سے نوازیں- آمین......

احقر (مولانا) سیف اللہ حقانی رئیس دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک -۲۰ رجب/۱۴۲۲ھ

شیخ الحدیث، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبد القادر صاحب

مدظلہ- مدیر جامعۃ الاسلامیہ دار العلوم خلفاء راشدین- خضدار بلوچستان

حامدًا ومصلیًا - امابعد احقر نے رسالہ اقوال الفقھاء فی تبلیغ النساء کو ابتداء سے انتہاء تک غور سے پڑھا مولانا عطاء اللہ صاحب بڑی محنت اور عرق ریزی سے نہایت مفید اور مدلل رسالہ تحریر کیا ھے، اللہ تعالی اس سے مسلمان عورتوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں-

کتبہ---(مولانا) عبد القادر خادم الجامعۃ الاسلامیہ دار العلوم خلفاء راشدین موضع سنی خضدار بلوچستان

(۲۲ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ)